عقیدہ ختمِ نبوت کی عصری معنویت اور ہماری ذمہ داریاں

The Current Ideality of Belief in the Finality of Prophet hood and our Responsibilities

Abdul Ghaffar
Associate Professor/Chairmain Department of Fiqh&Shariah
The Islamia University of Bahawalpur:
abdul.ghaffar@iub.edu.pk

Abstract:

Allah Almighty distinguished the Prophets ﷺ by the distinctions of Prophethood from the common people. Muhammadﷺwas given by Allah, a position of greatness which is beyond the reach of any human being. Between his two shoulders was the seal of prophethood which affirmed the divine command that he was the last prophet of Allah. After him, the door of prophethood has been locked forever,which is proved not only by Shariah texts but also by consensus of all the Islamic jurists At the individual level, there is a need to strengthen the consciousness of love and obedience to the Prophetﷺ Good leadership and effective legislation are also needed at the national and international levels to highlight the goals of this crucial belief of Islam.The law of evidence must be effectively inforced to prevent the misuse of blasphemy law and it must be included in the the scope of slander.

Keywords: Finality of Prophet Hood, Blasphemy, Punishment, Responsibilities, Current Ideality, Legislation, Pakistan penal code.

تمہید

ختمِ نبوت دین اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین ماننا ایک واضح عقیدہ ہے جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ دین اسلام کی حقانیت، کاملیت اور ابدیت کا دعویٰ صرف عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ ممکن ہے۔ جہاں اہل اسلام کی حیات زندگی کے دیگر پہلو اغیار کے اہداف پر ہیں وہیں وہ پر مسلمانوں کے جسم سے روحِ محمدی ﷺ کو نکالنے کے لیے اپنی سر توڑ کوششوں میں مصروف ہے کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ یہی وہ بنیاد ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جس پر امتِ مسلمہ کی بقا کا دارومدار ہے۔ امتِ مسلمہ کے معروضی حالات کا تقاضا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت ﷺ کے فروغ اور اس کی آبیاری کے لئے انفرادی اور اجتماعی سطح پر جدوجہد کی جائے۔

صائب الرائے افراد بالخصوص محراب و ممبر سے وابستہ افراد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام الناس میں یہ شعور بیدار کریں کہ جرم سزا کا تعین عدالتی اور حکومتی ذمہ داری ہے۔ توہینِ رسالت سے متعلق قانون کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ قانون شہادت کو مؤثر انداز میں لاگو کیا جائے۔

موجودہ منظر نامے میں ذرائع ابلاغ ایک اہم اور مؤثر ادارہ ہے جو حالات کا رخ کا تعین کرنے میں فعال کردار ادا کرتا ہے۔ اظہار رائے کی آزادی کی آڑ میں ذرائع ابلاغ کو بے لگام چھوڑ دیا جائے تو یہ ایمانیات کے ساتھ انسانوں کی اخلاقیات کو بھی پامال کرنے کا سبب بنتا ہے۔ انفرادی سطح پر حبِ رسول ﷺ اور اطاعتِ رسول ﷺ کا شعور پختہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ختمِ نبوت کے مقاصد اجاگر کرنے کے لئے صالح قیادت اور مؤثر قانون سازی بھی وقت کی اہم ضرورت ہے۔

عقیدہ ختمِ نبوت کا مفہوم نصوصِ شرعیہ کے تناظر میں

اللہ تعالیٰ نے انبیا کرام علیہم السلام کو امتیازاتِ نبوت عطا کر کے انہیں عام انسانوں سے ممتاز پیدا کیا۔ حضرت محمد ﷺ کو اللہ ربّ العزت نے عظمت و رفعت کا وہ بلند مقام عطا کیا کہ جس تک کسی فرد یا بشر کی رسائی ممکن نہیں۔ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی جو اس حکمِ ایزدی کی تصدیق کرتی تھی کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے مقفل کر دیا گیا ہے۔ ختم نبوت مسلمانوں کا ایک ایسا اجماعی مسئلہ ہے جو نہ صرف نصوص شرعیہ سے ثابت ہے بلکہ عقل سے بھی ثابت ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص کسی بھی حوالہ سے جو نبی ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، کذاب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

ختمِ نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں شامل ہے جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کئے گئے ہیں۔ قرآن حکیم اور احادیث متواترہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا تو اس کا دعویٰ باطل ہے۔ اس عقیدہ کو شریعت کی اصطلاح میں عقیدہ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔ امت محمدیہ ﷺ کا پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جائے۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لئے اسلامی تاریخ کی پہلی جنگ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی۔

قرآن وحدیث اوراجماع سے یہ بات واضح ہے کہ آپ ﷺ کو خاتم النبیین بایں معنیٰ تسلیم کرنا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی ورسول کی بعثت نہ ہوئی ہے اور نہ قیامت تک ہو گی۔اس سے اختلاف کرنا، قرآن وحدیث اور اجماع امت کی مخالفت کرناہے۔ قرآن حکیم میں سوسے زائد واضح آیات ختم نبوت کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔ سورۃ الاَحزاب کی مندرجہ ذیل آیت ملاحظہ ہو جو آیتِ ختم نبوت کے نام سے بھی موسوم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔[1]

"محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔"

مذکورہ بالا آیت مبارکہ جو ختم نبوت کے حوالہ سے قطعی اور برہان جلی ہے جو صراحت کے ساتھ حضور ﷺ کو آخری نبی اور انبیاء کا ختم کرنے والا ظاہر کر رہی ہے۔خاتم مہر کو کہتے ہیں اور مہر آخری عمل ہی کو کہا جاتاہے، یعنی آپ ﷺ پر نبوت ورسالت کا خاتمہ کر دیا گیا، آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا،وہ نبی نہیں کذاب ودجال ہو گا۔ ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ اسی آیت سے جو ختم نبوت کے مفہوم میں واضح ہے، اجرائے نبوت کا مفہوم کشید کیا جاتا ہے کہ جس طرح ڈاک خانے سے مہر لگ کر خطوط جاری ہوتے ہیں، اسی طرح نبی کریم ﷺ کی مہر سے نبوت عطا ہوتی ہے۔

مذکورہ معنی عربی زبان ولغت کے خلاف ہے۔ عربی لغت میں ختم یاخاتم کالفظ آخری عمل کے لیے استعمال ہو تاہے۔ ختم الشی کا مطلب چیز پر مہر لگانا نہیں بلکہ شے کا بالکل خاتمہ ہے۔ عربی زبان میں خاتم کے معنیٰ یہی ہیں۔کسی جماعت کے خاتم یاخاتم دونوں کے معنیٰ ان کے آخر کے ہیں اور محمد رسول ﷺ انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں۔خاتم قوم اور خاتم دونوں کے معنیٰ ایک ہی ہیں۔یعنی قوم کا آخری فرد اور خاتم النبیین کے بھی یہی معنیٰ ہیں۔[2]

---

[1] الاحزاب ٣٣:٤٠

Al-Qurān 33:40

[2] الافریقی، ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صار، بیروت، الطبعة الثالثة١٤١٤ھ، ٢٥/٤۔
Al-Afriqī, IbnManzûr, Muhammad IbnMukarram, Lisān Al-Ărab, DārSār, Beirût, Third Edition 1414 AH, 4/25.

جمہور مفسرین کا اتفاق ہے کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔"[3] اس حدیث مبارکہ میں آنحضرت ﷺ نے لفظ "خاتم النبیین" کی تفسیر "لا نبی بعدی" کے ساتھ خود فرمادی ہے۔ اسی لئے حافظ ابن کثیرؒ مذکورہ آیت مبارکہ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ: "اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ ﷺ نے حدیث متواتر کے ذریعہ خبر دی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ کے بعد جس نے بھی اس مقام کا دعویٰ کیا وہ بہت جھوٹا، بہت بڑا افترا پرداز، بڑا ہی مکار اور فریبی، خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہوگا، اگرچہ وہ خوارق عادات اور شعبدہ بازی دکھائے اور مختلف قسم کے جادو اور طلسماتی کرشموں کا مظاہرہ کیوں نہ کرے۔"[4]

حافظ ابن کثیرؒ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں: "کہ جب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو رسول تو بطریق اولیٰ نہیں آسکتا، اس لیے کہ مقام رسالت تو خاص ہے مقام نبوت سے، ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا، اور ختم نبوت پر آپ ﷺ سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں، جن کو صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا۔"[5] ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، اللہ نے نبوت ختم کر دی اور اس پر مہر لگادی ہے پس اب قیامت تک اس کو کوئی نہیں کھول سکتا۔[6] علامہ سید محمود آلوسی تفسیر روح المعانی میں آیت خاتم النبیین کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ "رسول

---

[3] أبو داودسليمان بن الأشعث، السنن، كِتَاب الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ، بَابُ ذِكْرِ الْفِتَنِ وَدَلَائِلِهَا، حديث نمبر ٤٢٥٢
AbûDāwûdSulaīmānIbn Al-ashath, Sunan, Kitāb Al-Fīttanwa Al-Malāhim, BābZikre al-fītanwaDalāiluha, Hadith No.4252.

[4] ابن كثير، اسماعيل بن عمر، تفسير القرآن العظيم، دار طيبة للنشر والتوزيع، ١٩٩٩م، ٣/ ٤٩٤
Ibn Kathīr, Ismā'īl Bin Umar, Tafsīr Al-Qurʾān Al-Azīm, DārTayībah Lil Nashrewat-taûzīʿ, 1999 AD, 3/494.

[5] أيضاً، 428/6.
Ibid, 6/428

[6] الطبری، محمد بن جرير، جامع البيان في تأويل القرآن، مؤسسة الرسالة، بيروت، ٢٠٠٠ م، ص٢٤٨۔

اللہ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن ناطق ہے، احادیث نبویہ نے جس کو واشگاف طور پر بیان فرمایا ہے اور امت نے جس پر اجماع کیا ہے، پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو اس کو کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اس پر اصرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔"[۷] ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔[۸]

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر کے اپنی نعمت کا اتمام کر دیا ہے اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔"

مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بیان فرمایا کہ دین اسلام مکمل ہو چکا ہے۔ اب قیامت تک اس میں ترمیم اور حذف و اضافہ کی نہ ہی گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔ قیامت تک یہ امت کسی اور دین، نبی یا کتاب کی محتاج نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔[۹]

"آپ کہ دیجیے! اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے۔"

اس آیت صراحت ہے کہ آپ ﷺ زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے رسول ہیں، قیامت تک جو بھی انسان پیدا ہو گا آپ ﷺ کی امت میں داخل ہو گا اور اس کا فرض ہو گا کہ آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی پیروی کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کو دنیا جہان کے لوگوں کے لئے باعثِ رحمت بنا کر مبعوث کیا۔[۱۰] مذکورہ بالا آیات مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت عام ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی

Al-Tabarī, Muhammad ibnJarīr, Jami 'al-BīyānfīTawīl Al-Qurʾān, Moussāt al-Risalāh, Beīrût, 2000 AD, p.278.

[۷] الألوسي، شهاب الدين محمود بن عبد الله، روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، دار الكتب العلمية – بيروت، ١٤١٥ هـ، 39/22

Al-Alûsi, Shahāb-ud-DīnMahmûd bin Abdullah Dār Al-Kitāb Al-'alamīya, Beīrût, 1415 AH,22/39

[۸] المائدة ، ۳:۵

Al-Qurān, 5:3

[۹] الاعراف ،۱۵۸:۷

Al-Qurān, 7:158

نبی ور سول کو نہیں آنا اور خدا کا دین مکمل کر دیا گیا ہے۔ ختمِ نبوت پر قرآنی آیات کے علاوہ متعدد احادیث سے بھی آپ ﷺ کے آخر الانبیاء ہونے کی وضاحت ہوتی ہے جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر سلسلہ نبوت ورسالت منقطع ہو چکا ہے اور اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے چند احادیث کو ذکر کیا جاتا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ، وَحَتَّى يَعْبُدُوا الأَوْثَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلاَثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي.[11] "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں اور بتوں کی پرستش کریں،اور میری امت میں عنقریب تیس کذاب نمودار ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں"

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: إِنَّ " مَثَلِي وَمَثَلَ الأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَيَعْجَبُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ، قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ "[12]"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے کے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اس میں ہر طرح کی زینت پیدا کی لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی۔اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر تعجب سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی ،تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔"

---

[10] الانبیا،۲۱:۱۰۷

Al-Qurān, 21:107

[11] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن، بَابُ مَا جَاءَلاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ كَذَّابُونَ، حدیث نمبر۲۲۱۹
Al-Tirmidhī, Muhammad ibn 'isā, Al-Sunan, BābMāJā'a la taqoûmu al-sā'atuhatāyakhrujukazāboûn, Hadith No. 2219.

[12] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، بَابُ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ ﷺ، حدیث نمبر۳۵۳۵۔
Al-Bukhārī, Muhammad ibnIsmā'īl, Al-Jami'u al-Sahih, BābKhātim al-Nabīyyīn, (PBUH), Hadith No. 3535.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ:"فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ "[١٣] "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے دیگر انبیاء پر چھ چیزوں کے ذریعے سے فضیلت دی گئی ہے: مجھے جوامع الکلم بنایا گیا ہے، دشمن پر رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے، میرے لیے اموالِ غنیمت حلال کر دیے گئے ہیں، میرے لیے روئے زمین کو پاک اور مسجد قرار دیا گیا ہے، مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور میرے ذریعے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔"

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلاَ رَسُولَ بَعْدِي وَلاَ نَبِيَّ،[١٤]
"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا ہے میرے بعد کوئی رسول اور نبی نہیں۔"

مذکورہ بالا احادیث میں صراحتا یہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اگر کوئی نبوت کا دعوی بھی کرے گا تو وہ شخص کذاب ہو گا۔ ان احادیث میں آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے شمار کیا گیا ہے۔ اتنی صراحت کے بعد بھی اگر کوئی شخص اس عقیدہ کا قائل نہیں تو وہ ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔ امام غزالیؒ نے اپنی کتاب "الاقتصاد فی الاعتقاد" میں اس مسئلہ پر امت کا اجماع بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امت نے بالاجماع لفظ خاتم النبیین سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہو گا اور نہ رسول۔ اس بات پر اجماع امت ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں اس کا منکر اجماع کا منکر ہو گا۔"[١٥]

---

[١٣] القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع، باب جُعلت لي الأرض مسجدًا وطهورًا، حدیث نمبر ٥٢١۔
Al-Qushaīrī, Muslim IbnHajjāj, Al-Jami'u, BābJuiltu Li al-arze Masjidan wa tahuran, Hadith no.521.

[١٤] الترمذی، السنن، ابواب الرؤیاء، حدیث نمبر ٢٢٧٢۔
Al-Tirmidhī, Al-Sunan, Abwāb al-roûyā', Hadith No. 2272.

[١٥] الغزالی، محمد بن محمد، الاقتصاد فی الاعتقاد، دارالکتب العلمیة بیروت، لبنان، ص ١٣٧۔
Al-Ghazalī, Muhammad ibn Muhammad, Al-IqtisādFī al-'itiqād, Dār Al-Kitub Al-ilmīya, Beīrût, Lebanān, p. 137.

خلاصہ کلام یہ کہ نقلی دلائل قرآن و سنت اور اجماع سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور ابدی امت تک کیلئے نبوت کا دروازہ بند کیا جاچکا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت اسلام کا وہ بنیادی عقیدہ ہے جس میں معمولی سا شبہ بھی قابل برداشت نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص کسی مدعی سے دعویٰ نبوت کی دلیل طلب کرے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے، کیونکہ دلیل طلب کر کے اس نے اجرائے نبوت کے امکان کا عقیدہ رکھا۔

عقیدہ ختم نبوت کی عقلی توجیہ

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ دین قیامت تک باقی رہے گا۔ ظاہری اسباب بھی یہی بتا رہے ہیں کہ اسلام دائمی اور ابدی دین ہے اور کتاب و سنت ہدایت کے ایسے سر چشمے ہیں جو کبھی خشک نہیں ہوسکتے۔ آب حیات کے ان لافانی چشموں کے ہوتے ہوئے کسی نبی کے وجود کی پیاس ایسی طلب ہے جو دل و دماغ کی بیماری اور عقل و فہم کی نقص کی علامت ہے۔ بالفرض کسی نئے نبی کی بعثت کو مان لیا جائے تو فطرتاً یہ سوال پیدا ہو گا کہ اس کا مقصد بعثت کیا ہو گا۔

- شریعتِ محمد ﷺ کو منسوخ کر کے نئی شریعت کی تعلیم دینا۔
- شریعتِ محمدیہ ﷺ کا اجراء کرنا۔

اگر مذکورہ پہلی صورت فرض کی جائے تو پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی ضرورت کیا ہے۔ قرآن و سنت سراپا ہدایت ہیں۔ ان میں کیا کمی ہے جس کی تکمیل کسی نئی کتاب اور نئے نبی کے ذریعے کی جائے۔ جو شخص بھی اسلام کا مدعی ہے ہرگز یہ کہنے کی جرات نہیں کر سکتا کہ قرآن و حدیث ہدایت کیلئے ناکافی ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کسی غیر مسلم کے لیے بھی یہ بات کہنا مشکل ہے۔ جو شخص ایسا کہتا ہے اس کے ذمہ ہے کہ وہ قرآن و حدیث کو ہدایت کے لیے ناکافی یا ناقص ثابت کرے۔ دوسری صورت اختیار کرنے پر بھی وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی تشریح و تفصیل کے لیے کسی نبی کے آنے کی کیا حاجت ہے۔ اگر امتی اس بیان و تشریح سے عاجز و قاصر ہے تو ہر زمانہ میں کسی نہ کسی نبی کا وجود لازم ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل خلاف واقعہ ہے جس کی غلطی مشاہدے سے ثابت ہے۔

علاوہ ازیں نبی کی موجودگی کی صورت میں عادۃ بھی یہ ناممکن و محال ہے کہ وہ ہر شخص کے سامنے پیش آنے والے ہر جزئی مسئلہ کی متعلق قرآن وحدیث کا بیان اور اس کی تشریح پیش کرے۔ ذرائع خبر رسانی کی اتنی ترقی کے باوجود ایک شخص کے لیے یہ ناممکن ہے کہ کروڑوں سوالات کا جواب روزانہ دیتا رہے۔ خود نبی کریم ﷺ کے مبارک دور میں بہت سے مسائل و جزئیات کے متعلق مسلمانوں کو اجتہاد کرنا پڑا۔ اس قسم کے مسائل کی تعداد اگرچہ قلیل

ہے مگر پھر بھی خاصی ہے جن میں صحابہ کرام نے خود اجتہاد کیا اور نصوص کا بیان اپنی فہم سے کیا ہے۔ یہ صرف صحابہ کرام کا فعل ہی نہیں بلکہ خود نبی کریم ﷺ نے اس طریق کار کی تعلیم دی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت آنحضور ﷺ نے نص صریح کی عدم موجودگی کی صورت میں انہیں اجتہاد واستنباط کی ہدایت فرمائی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر جزئی مسئلہ کی تشریح کے لیے نبی کی احتیاج نہیں، بلکہ نبی کے بیان کی احتیاج ایک خاص دائرہ تک محدود ہے۔ اس دائرے کی وسعت کے متعلق عقل خالص پہلے سے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ مگر نبی کے تشریف لے جانے کے بعد وہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس کے حدود ختم ہو چکے ہیں اور اس کے بعد کسی دوسرے نبی کا اس مقصد سے آنا بالکل بے ضرورت ہے اور جب تک دلیل شرعی قطعی ویقینی سے کسی نبی کی ضرورت واحتیاج نہ ہو جائے۔ اس وقت تک وہ اسے تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہو سکتی۔ ظاہر ہے کہ اگر امت بعض مسائل کے متعلق قرآن وحدیث کی تشریح خود کر سکتی ہے تو غیر منصوص مسائل میں سے ایسا کرنے سے کون مانع ہے اور اس کی اس استطاعت کے بعد کسی نبی کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔[16]

ختم نبوت کے متعلق نقلی وعقلی دلائل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین بایں معنی تسلیم کرنا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی ورسول کی بعثت نہ ہوئی ہے اور نہ قیامت تک ہو گی۔ قرآن حکیم، احادیث متواترہ، اجماع کے ہوتے ہوئے عقل بھی اس کو تسلیم کرتی ہے۔ اس سے اختلاف کرنا امت محمدیہ کی مخالفت، عقل وخرد سے بغاوت اور فہم وفراست سے انحراف ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت واہمیت

ختم نبوت کا عقیدہ امت مسلمہ کے اجماعی عقائد میں سے ایک ہے۔ عہد نبوت سے لے کر آج تک ہر مسلمان کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ حضور ﷺ بلا کسی تاویل وتخصیص کے خاتم النبیین ہیں۔ اگر آپ ﷺ کو آخر الانبیاء تسلیم نہ کیا جائے تو دین اسلام کی کاملیت کا دعوی بے بنیاد ہو کر رہ جاتا ہے۔ مفتی محمد شفیعؒ نے اپنی کتاب "ختم نبوت کامل" میں ننانوے قرآنی آیات کو یکجا جمع کیا ہے جو عقیدہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔[17] ابن حزم اپنی کتاب

---

[16] صدیقی، محمد اسحاق، مسئلہ ختم نبوت علم وعقل کی روشنی میں احتساب قادیانیت، ناصر زین پریس لاہور ۲۰۱۰ء، 34/440
Siddīqī, Muhammad Ishāq,Mas'alaKhatmeNabûat'ilmwa 'qalkīRûshnīmīn, EhtisābQadiyānīyat, NasirZain Press Lahore, 2010 AD, 34/440.

[17] مفتی، محمد شفیع، ختم نبوت کامل، ادارہ المعارف، کراچی، س۔ن۔ آیت نمبر 99 ص 196

الملل والنحل میں رقمطراز ہیں کہ "جن لوگوں نے آپ ﷺ کی نبوت، معجزات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے، ان میں کثیر لوگوں کی نقل سے آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔"[18]

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لیے متعدد جنگیں لڑی گئیں، اسلام کی تاریخ میں عقیدہ ختم نبوت کے دفاع میں پہلی جنگ جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں خلافت میں مسیلمہ کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ اور تابعین کی تعداد بارہ سو ہے۔[19] خلاصہ کلام یہ ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین نے اپنے نفوس قدسیہ کو قربان کر کے، اس کا بھرپور تحفظ کیا ہے اور کسی بھی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہ کیا اسی طرح قرآن مجید کی متعدد آیات مبارکہ، احادیث نبوی ﷺ کے تواتر اور امت مسلمہ کے متفقہ اجماع سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد اور اساس ہے۔

عقیدہ ختمِ نبوت کے فروغ میں مسلمانوں کی انفرادی ذمہ داریاں

عقیدہ ختم نبوت کی ذمہ داری کے حوالہ سے اگر بات کی جائے تو سب سے پہلے بحیثیت مسلمان تعلیمات نبوی ﷺ کی طرف رجوع کرنے سے ہی ایک مسلم اپنی اس ذمہ داری کو اور اپنے فرائض کی تکمیل احسن طریقہ سے سرانجام دے سکتا ہے۔ اللہ رب العزت نے ایک کلمہ گو کو آزاد نہیں چھوڑا ہے بلکہ زندگی کے ہر معاملہ میں اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی کو لازم ٹھہرایا ہے ہر شخص پر اس کی استطاعت کے مطابق ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ بالخصوص اس وقت ذمہ داری کا مطالبہ زیادہ ہو جاتا ہے جب معاملہ نہایت نازک ہو اور عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کا جزو ایمان ہے اسی پر دین اسلام کی عمارت کی شان و شوکت سے قائم و دائم ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر ختم نبوت کے

Muftī, Muhammad Shafī, KhatmeNabûatKāmil, IdārahAl-Maʿārif,Karachi, āyat no 99 p.196

[18] الظاہری، ابن حزم، علی بن احمد، الفصل في الملل والأهواء والنحل، مکتبة الخانجي، القاہرة، س-ن-78/4
Al-Zāhirī, IbnHazm, Ali ibn Ahmad, Al-FasleFī Al-Milalwal-ʾahwā wan-nahal, Maktabah Al-Khānjī, Al-Qāhirah ,4/78.

[19] مفتی محمد شفیع، ختم نبوت کامل، ص ۳۰۴
Muftī, MuhammadShafī, KhatmeNabûatKāmil, p.304.

حوالہ سے ہم پر جو انفرادی واجتماعی ذمہ داری عائد ہوتی ہے تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی اور اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

اطاعت واتباع رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت ورہنمائی کے لیے نزولِ کتاب کے ساتھ اس کی تشریح وتوضیح بھی فرمائی اور اس کا عملی نمونہ پیش کرنے کے لیے اپنے پیغمبروں اور رسولوں کو بھیجا۔ انبیاء کرام کی حیثیت مرضیاتِ خداوندی کے ترجمان کی ہے اور ان کا حق ہے کہ ان کی اطاعت واتباع کی جائے۔ دین اللہ اوراس کے رسول ﷺ دونوں کے احکام کی پیروی کا نام ہے اور جب تک دونوں کی اطاعت نہیں ہوگی اس وقت تک دین مکمل نہیں ہو گا۔ قرآن حکیم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو بھی جناب نبی کریم ﷺ کی اطاعت پر موقوف کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں قرآن مجید نے صاف طور پر کہا ہے کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی اہل ایمان کے لیے سراپا نمونہ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ہے۔[20] نیز آپ ﷺ کی اتباع ہی اللہ کو محبوب رکھنے کا معیار اور خود اللہ کے محبوب بننے کا ذریعہ ووسیلہ بھی ہے۔[21]

ختم نبوت کا تقاضا یہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں سنتِ رسول اللہ ﷺ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے نہ پائے اور زبان حُبِ نبی کے دعویٰ سے سرشار رہے۔ انفرادی طور پر ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہماری عملی زندگی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع سے خالی اور عبادتیں بے روح ہیں۔ مسلمانوں کی اخلاقی پستی غیر مسلم معاشرہ کو بھی شرمندہ کرتی ہے۔ معاملات میں ہم اس قدر کھوئے ہوئے ہیں کہ ہم حلال وحرام کی سرحدوں سے بھی بے پرواہ ہو چکے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ غیر مسلم اقوام بھی ہم سے معاملات کرنے میں تأمل کرتی ہیں، غرض ہمارا دین صرف

---

[20] البقرة ،2:٢١

Al-Qurān 2:21

[21] ال عمران ،3:٣١

Al-Qurān 3:31

کتابوں میں ہے اور ہماری زندگیوں میں نظر نہیں آتا۔لہذا عصر حاضر کا تناظر میں سب سے اہم مسئلہ یہی ہے کہ ہم عملی طور پر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع کا راستہ اختیار کریں۔

حُبِ رسول ﷺ کے عصری ومذہبی تقاضے

ختم نبوت کے حوالہ سے سب سے پہلی ذمہ داری یہی ہے کہ ہر مسلم کا دل حب رسول ﷺ کے جذبہ سے سرشار ہو آپ ﷺ کی ذات اقدس سے محبت ایمان کی بنیادی شرط ہے اور اہل ایمان کے اعمال حسنہ کی بنیاد ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنی اولاد،اپنے والدین اور باقی تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرتا ہو۔"[22]

محبتِ رسول ﷺ کا پیمانہ آپ ﷺ نے اپنے ارشاد مبارک سے واضح فرمادیا کہ میری محبت ہی ایمان کی بنیادی شرط ہے۔حب رسول ﷺ کا دعویٰ ہے تو عملی طور پر اس کا مظاہرہ بھی ہونا چاہیے یعنی زندگی کے تمام معاملات میں اور اہل ایمان کے ہر قول، فعل اور عمل سے آپ ﷺ کی محبت کا اظہار ہو۔در حقیقت حب رسول ﷺ کا حقیقی معیار اتباع رسول ﷺ ہی ہے۔اس حقیقت کو آپ ﷺ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: «كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى،قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: «مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى[23]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کا ہر شخص جنت میں داخل ہوگا ماسوائے اس کے جس نے انکار کیا۔
صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ وہ کون شخص ہے جس نے انکار کیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا انکار کردیا۔

دوسری جگہ پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنی خواہشات کو میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ کردے۔"[24] حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک

---

[22] البخاری،الجامع،بَابٌ حُبُّ الرَّسُولِ ﷺ مِنَ الإِيمَانِ،حدیث نمبر۱۴۔
Al-Bukhārī,Al-Jami'u, BābHubu al-rasûl ﷺ min al-imān, Hadith No. 14.

[23] أيضاً، بَابُ الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ،حدیث نمبر ۷۲۸۰۔
Ibid, Bāb al-iqtidā bi-sunan rasûlillah, (PBUH), Hadith No. 7280.

[24] التبریزی،محمد بن عبد اللہ،مشکوٰۃ المصابیح،باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ،حدیث نمبر۱۶۷۔

شخص نے رسولِ اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ "یا رسول اللہ ﷺ! مجھے آپؐ سے محبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو کچھ کہہ رہے ہو، سوچ سمجھ کر کہو۔ تو اس نے تین دفعہ کہا، خدا کی قسم مجھے آپ ﷺ سے محبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے محبوب رکھتے ہو تو پھر فقر و فاقہ کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے فقر و فاقہ اس کی طرف اس سے زیادہ تیزی سے آتا ہے جیسی تیزی سے پانی بلندی سے نشیب کی طرف بہتا ہے۔"[۲۵]

حُبِ رسول ﷺ کا تقاضا یہ ہے کہ زندگی کے تمام معاملات میں آپ ﷺ کی اطاعت کی جائے۔ وہ محبت جو سنتِ رسول ﷺ پر عمل کرنا نہ سکھائے محض دھوکہ اور فریب ہے۔ وہ محبت جو رسول اکرم ﷺ کی اطاعت و پیروی نہ سکھائے، وہ محض لفاظی اور نفاق ہے۔ بنیادی طور پر ہماری پہلی اور اولین ذمہ داری یہی عائد ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کے فرامین کی اتباع کرتے ہوئے اپنی زندگی کو سنتِ رسول ﷺ کے مطابق اپنائیں، درحقیقت اتباعِ رسول ﷺ ہی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

فروعی مسائل میں وسعت قلبی کی ضرورت

عالم اسلام اس وقت جس مذہبی اور سیاسی انتشار کا شکار ہے ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ حالات اور وقت اتحاد امت کا تقاضا کر رہے ہیں کہ ہر قسم کے گروہوں کے حصار اور سیاسی و مذہبی منافرت کی دلدل سے چھٹکارہ پا کر اسلام کے اس عظیم اور وسیع قلعہ میں پناہ گزیں ہوں جو دینی و دنیوی ترقی و خوشحالی کا ضامن ہے اور امن و سلامتی، الفت و مودت کا پیغام دیتا ہے۔ اگر ہم ملک و قوم کی بقا اور استحکام چاہتے ہیں تو ہمیں ان گروہ بندیوں، نسلی و لسانی تعصبات سے پاک ہو کر ملت اسلامیہ کی بالادستی کے لئے کام کرنا ہو گا۔

داخلی نااتفاقی کا شاخسانہ امت مسلمہ کو بھگتنا پڑ رہا ہے کہ جہاں اہل اسلام کا رعب و دبدبہ اتنا کہ کسی غیر مسلم کو آنکھ اٹھانے کی جرات نہ تھی اس کے برعکس آج مسلمان اپنی نااتفاقیوں کی بدولت اپنے رعب اور جلال ایمانی سے محروم ہو کر کمزور و ناتواں ہو چکا ہے۔ دشمنان اسلام کی جرات اس قدر بڑھ گئی کہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر کیچڑ اچھالنے میں کوئی عار و شرمندگی محسوس نہیں کرتا اور دنیائے عالم کے مسلمان کوئی ٹھوس اقدامات اٹھانے

Al-Tabrizī, Muhammad Bin Abdullah, Mishāt Al-Masābīh, Bāb Al-EtesāmBilKitābWalSunnah, Hadith No. 167.

[۲۵] الترمذی، السنن، باب ما جاء فی فضل الفقر، حدیث نمبر ۲۳۵۰۔

Al-Tirmidhī, Al-Sunan, Bābmāj'āfīfazli al faqar, Hadith No. 2350.

سے قاصر نظر آتے ہیں جس کا سبب تعلیمات نبوی ﷺ سے کنارہ کشی ہے۔ لہذا عصر حاضر میں ضروری ہے کہ ہر مسلمان تعلیم نبوی پر عمل پیرا ہو کر، مذہبی منافرت کو بھلا کر، اتحاد عملی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمنان اسلام کی سازشوں کا منہ توڑ جواب دیں اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے آپ ﷺ کا حقیقی امتی ہونے کا ثبوت دیں۔

مسلمانوں کی باہمی قلبی مؤدت و محبت کو بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں، اگر ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ یعنی آنکھ کو تکلیف ہو تو سارا جسم اسے محسوس کرتا ہے اور اگر پاؤں کو کو درد تو جسم کے تمام اعضاء اسے محسوس کرتے ہیں۔"[۲۶] رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کو قائم رکھنے کے لیے قرآن و حدیث کو بنیاد اور کلید قرار دیا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ایک مسلمان کبھی بھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔[۲۷] ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم امت کے افتراق کے اصل اسباب کو تلاش کریں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کریں کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی کی تلقین فرمائی ہے اور اس حوالے سے ہماری یہی دینی و ملی ذمہ داری ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا بھرپور دفاع بھی اسی وقت ممکن ہے جب مسلمان آپس میں یکجا ہوں گے اور باطل قوتوں کے مقابلہ میں متحد ہوں گے۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں ریاست بہاولپور کا امتیاز

برصغیر پاک وہند کی دوسری بڑی اسلامی ریاست بہاولپور کی بنیاد ۱۷۲۷ء میں نواب صادق محمد خان عباسی اول نے رکھی اور تحصیل لیاقت پور کا قصبہ اللہ آباد ریاست کا پہلا دارالحکومت قرار پایا۔ برصغیر کی تقریباً چھ سو ریاستوں میں سے ریاست بہاول پور کا نمبر بالحاظ مرتبہ بائیسواں تھا اس کے فرمارواسترہ توپوں کی سلامی پاتے تھے اور خود مختار ہونے کی حیثیت سے اپنا ٹکسال وسکہ بھی رکھتے تھے۔ یہ ریاست دولت خداداد کہلاتی تھی۔ حکومت برطانیہ ریاست بہاولپور کو کس قدر اہمیت دیتی تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1937ء میں جارج ششم (1937ء–1952ء) کی تاجپوشی کی تقریب میں شرکت کے لیے ہندوستان کے تقریباً چھ سو والیان ریاست میں سے

---

[۲۶] البخاری، الجامع ،باب رحمة الناس والبهائم، حدیث نمبر ۶۰۱۱

Al-Bukhārī, Al-Jami'u, Bābrahmat al-nāswaal-bahā`im, Hadith No. 6011.

[۲۷] الاصبحی، مالک بن انس، مؤطا، باب النهی عن القول القدر، حدیث نمبر ۳۳۳۸۔

Al-Asbahī, MālikibnAnas, Mu'ta, Bāb al-Nahyu `an al-Qaûl al-Qadr, Hadith No. 3338.

صرف چھ حکمرانوں کو مدعو کیا گیا جن میں نواب آف بہاولپور بھی شامل تھے۔نوابان بہاولپور نے اسلامی تعلیم وتہذیب کی ترویج واشاعت میں گراں قدر خدمات انجام دیں جو تاریخ کے اوراق میں آج بھی محفوظ ہیں۔مقالہ ھذا کا موضوع چونکہ ختم نبوت ہے چنانچہ اس سلسلے میں خصوصاً نواب آف بہاولپور سر صادق محمد خان پنجم عباسی کی خدمات تو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔بعد ازاں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم قرار دیا تھا جبکہ اسلامی فلاحی ریاست بہاولپور نے تو ۱۹۳۵ء میں ہی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا ۔قادیانیوں اور احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا یہ تاریخی فیصلہ مقدمہ بہاولپور کے نام سے موسوم ہے۔

نواب صادق محمد خان عباسی والئ ریاست بہاولپو کا جرأتمندانہ اقدام

مقدمہ بہاولپور دراصل فسخِ نکاح کا قضیہ تھا جو قادیانیوں کے کفر پر منتج ہوا۔مقدمے کا مختصر احوال یہ ہے کہ ریاست بہاولپور کی تحصیل احمد پور شرقیہ میں ایک شخص مسمی عبدالرزاق مرزائی ہو کر مرتد ہو گیا۔موصوف کی منکوحہ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش نے سنِ بلوغ کو پہنچ کر ۲۴ جولائی ۱۹۲۶ء کو احمد پور شرقیہ کی مقامی عدالت میں اس بنیاد پر فسخِ نکاح کا دعویٰ دائر کیا کہ اس کا شوہر مرتد ہو گیا ہے۔مقدمہ ۱۹۳۱ء تک ابتدائی مراحل طے کر کے پھر ۱۹۳۲ء میں ڈسٹرکٹ سول جج بہاول پور کی عدالت میں بغرض شرعی تحقیق واپس ہوا۔آخر کار ۷ فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ بحق مدعیہ صادر ہوا۔انفرادی نوعیت کے اس مقدمے نے قادیانیت کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا۔

مذکورہ مقدمہ میں فاضل جج محمد اکبر خانؒ فریقین کے دلائل اور علما کے بیانات سُن کر ایک حتمی نتیجے پر پہنچ گئے تھے اور اس فتنہ سیئہ کی حقیقت ان پر آشکار اور روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکی تھی، مگر فیصلے کا اعلان کرنے میں اس خیال سے متردد اور تذبذب کا شکار تھے، مبادا بقول علامہ شورش کاشمیری، انگریز کے ایجنٹ اور خود ساختہ پودے کو غیر مسلم قرار دینے پر انگریزی حکومت ریاست بہاولپور کو نقصان نہ پہنچائے۔جب یہ خبر والئ ریاست بہاولپور نواب صادق محمد خان عباسیؒ تک پہنچی تو انہوں نے جج محمد اکبر خانؒ سے بغیر کسی خوف وخطر کے ببانگ دہل یہ فرمایا: آپ قادیانیوں کو علی الاعلان غیر مسلم قرار دیں، اگر صادق کی ایک کیا، ہزار ریاستیں بھی سرکار ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ میں قربان میں ہو جائیں تو یہ میرے لیے سب سے بڑی سعادت کی بات ہو گی اور مجھے کوئی پروا نہیں۔

دوران سماعت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے جلال الدین شمس مرزائی چیلنج کیا کہ اگر چاہو تو میں عدالت میں کھڑے ہو کر غلام احمد قادیانی کو براہ راست دوزخ میں جلتا ہوا دکھا سکتا ہوں، مرزائی کانپ اٹھے۔مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اس فیصلہ کے لیے اتنے بے تاب تھے کہ بیانات کی تکمیل کے بعد جب بہاولپور سے جانے لگے تو

مولانا محمد صادق مرحوم سے فرمایا کہ اگر زندہ رہا تو فیصلہ خود سن لوں گا بصورت دیگر میری قبر پر آکر یہ فیصلہ سنا دینا۔ چنانچہ مولانا محمد صادق نے آپؒ کی اس وصیت کو پورا کیا۔ جب ۷ فروری ۱۹۳۵ء کو فیصلہ صادر ہوا تو مرزائیت کے صحیح خدوخال آشکار ہو گئے۔ بلاشبہ پوری امت جج جناب محمد اکبر خانؒ کی مرہون منت ہے کہ انہوں نے کمال عدل و انصاف محنت و عرق ریزی سے ایسا فیصلہ لکھا کہ اس کا ایک ایک حرف قادیانیت کے تابوت میں کیل ثابت ہوا۔[۲۸] یوں فسخ نکاح سے متعلق یہ مقدمہ بالآخر احمدیوں اور قادیانیوں کے کفر پر منتج ہوا۔ جج محمد اکبر خانؒ لاری اڈا بہاولپور کے عقب میں واقع قبرستان میں محوِ استراحت ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

عقیدہ ختمِ نبوت اور حکومت پاکستان کی دستوری کاوشیں

رسول اللہ ﷺ نے عوام الناس کو نہ صرف مذہبی وسیاسی آزادی کا حق دیا بلکہ اجتماعی معاملات میں شوریٰ کا طریقہ وضع کیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں اور مدینہ کے دیگر قبائل کے مابین جو میثاق کیا اس میں تمام قبائل کو نہ صرف مذہبی اور سیاسی آزادی دی بلکہ آخر وقت تک اس معاہدے کا پاس بھی رکھا۔[۲۹] آپ ﷺ نے ایسا منظم معاشرہ قائم کیا جس سے بلا تخصیص مذہب و جنس سب فیض یاب ہوئے۔ مذہبی آزادی اور اسلام کی صلح جو فطرت کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ جس کا جو جی چاہے وہ کہتا چلا جائے۔ عقائد اسلام اور ارکان اسلام کے حوالے سے کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔

عقائد کی اصلاح اور تزکیہ نفس کے حوالے سے انفرادی ذمہ داریوں کی اہمیت اپنی جگہ لیکن اصلاح احوال کے لئے حکمران طبقہ اور حکومتی اداروں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ایسا منظم نظام وضع کریں کہ کسی کو مبادیات اسلام میں نقب لگانے کی جرات نہ ہو سکے۔ اگر حکومت اپنی ذمہ داری پوری کرے گی تو انفرادی سطح پر عوام

---

[۲۸] حق وباطل (مقدمہ مرزائیہ بہاولپور) ۱۹۳۵ء، روداد، ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور، ۱۹۸۸

HaqwaBātil (Case of Mirzāiya Bahawalpur) 1935, Rûdād, Publisher Islamic Book Foundation Lahore, 1988.

[29] عبد الملك بن هشام بن أيوب، السيرة النبوية ، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية، ١٣٧٥هـ- ١٩٥٥ م، ٩٥/٢

Abdul Mālik bin Hishām bin Ayûb, Al-Sīra al-Nabawīyyah, Maktabahwa Matba'aMustāfa Al-Babī Al-HalabīwaAulāduhu, Egypt, Second edition, 1375 AH, 1955 AD, 2/95.

میں اضطراب نہیں پایا جائے گا۔ انفرادی سطح کی نسبت حکومتی سطح پر کیے جانے والا کام ہی اہمیت رکھتا ہے لہذا اس ضمن میں حکومت اسلامی کو ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے۔ اسی سلسلے میں حکومت پاکستان کی خدمات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

پاکستان کا دستوری ڈھانچہ

اسلامی مملکت کے باشندے باشعور ہوں اور اپنے دین سے محبت کرتے ہوں گے تو قانون سازی کے وقت یہ سب شعور و آگہی ایک عکس کی صورت میں سامنے آئے گا۔ جمہوری ملک میں حکمرانوں سے غلطیاں بھی ہوتی ہیں اور وہ خلافِ قانون کاموں میں بھی ملوث ہوسکتے ہیں۔ دستور پاکستان میں اس بات کی ضمانت موجود ہے کہ پارلیمنٹ قرآن و سنت سے متصادم قانون سازی نہیں کر سکتی۔ عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ کو قرآن و سنت سے متصادم قانون سازی کو کالعدم قرار دینے کا اختیار ہے۔[۳۰] اسلامی نظریاتی کونسل کی صورت میں آئینی ادارہ موجود ہے جو دستور سازی اور مروجہ قوانین سے متعلق حکومت کو سفارشات پیش کرنے کی پابند ہے۔[۳۱] کونسل اپنے دستوری فرائض دیانتاً سرانجام دے رہی ہے لیکن شومئ قسمت حکومت نے اسلامی نظریاتی کونسل کی کسی رپورٹ کو بھی سنجیدگی سے نہیں لیا۔ موجودہ صورتحال میں میڈیا اور عدلیہ کے فعال ہوتے ہوئے اسلام کے اصول ومبادی کے منافی قانون سازی کی جسارت مشکل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے توغیر مسلم علاقوں میں بھی دعوت اور اصلاح معاشرہ کا طریقہ اختیار کیا۔ آپ ﷺ نے دعوت عام کے ذریعے لوگوں کو اپنا ہمنوا بنایا۔ ریاست مدینہ کی بنیاد جبر یا عسکری مہم جوئی کے ذریعے نہیں بلکہ تمام فریقوں کی مشاورت پر مبنی میثاق مدینہ کے ذریعے رکھی گئی اور اس طرح آپ ﷺ انقلابی تبدیلی لے آئے۔ جب غیر مسلموں کے ساتھ ایسا معاملہ ہے تو مسلمانوں کی آبادی میں تو بدرجہ اولیٰ اسی دعوت اور اصلاح احوال کا راستہ مستحسن ہے۔ حکمران جب تک معصیت کا حکم نہیں دیتے عوام کے پاس تبدیلی کا واحد راستہ پر امن جدوجہد ہے۔ اس جدوجہد میں وعظ نصیحت سے لیکر حکومت کے غلط طرز عمل کے خلاف رائے عامہ کی ہمواری، پر امن احتجاج اور بالآخر اقتدار سے علیحدگی کی کوشش بھی شامل ہے۔ دستور پاکستان میں حکمران کی تبدیلی سے لیکر

---

30 Government of Pakistan, The Constitution of The Islamic Republic of Pakistan, PLD Publishers, Preamble

31 Ibid, Article 230

معزولی تک کا طریقہ کار بالکل واضح انداز میں درج ہے۔[32] لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ پاکستان کا دستوری ڈھانچہ قرآن وسنت کی بالادستی اور استوار ہے۔ مذکورہ تناظر میں ختم نبوت سے متعلق قانون سازی شاہراؤں کی بجائے دستوری طریقے کے مطابق دستور ساز اسمبلی میں ہونی چاہیئے۔

تعزیرات پاکستان میں توہین رسالت کی مجوزہ سزا

پاکستان میں اگرچہ قوانین موجود ہیں تاہم ان قوانین کی مؤثر عملی تنفیذ کی ضرورت ہے۔ دستوری قوانین کی مختصر روداد یہ ہے کہ 1984ء میں جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے دورِ حکومت میں قومی اسمبلی نے قانون منظور کیا جس کے تحت فرقہ احمدیہ کا خود کو مسلمان کہنا اور مخصوص اسلامی اصطلاحات کا استعمال ممنوع قرار پایا۔ اس قانون کے ذریعہ تعزیراتِ پاکستان کی شق ۲۹۸ میں دو ذیلی دفعات کا اضافہ کیا گیا جن کے مندرجات حسب ذیل ہیں۔

- **298-B** تعزیرات پاکستان کی اس دفعہ کے مطابق احمدی پاکستان میں مرزا غلام احمد کی بیوی کو ام المومنین، گھر والوں کو اہل بیت، پیروکاروں کو صحابی اور جانشین کو خلیفتہ المسلمین کہنا جرم ہے۔
- **298-C** مذکورہ دفعہ میں قرار دیا گیا ہے کہ احمدی یا لاہوری گروہ اپنے آپ کو براہ راست یا بالواسطہ مسلمان کہیں یا اپنی مذہب کو اسلام کہیں یا اپنے مذہب کی اشاعت یا تبلیغ کریں یا کسی بھی طریق پر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کریں تو ان سب صورتوں میں تین سال تک قید اور جرمانہ کے مستحق ہوں گے۔[33]

1974ء میں وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں احمدیوں، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ ۳۰ جون کو ایک قومی اسمبلی میں ایک تاریخی قرارداد جمع کرائی گئی جس کے نتیجے میں ۶ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اسے ایک قانونی شق کی حیثیت دے دی گئی۔ دوسری آئینی ترمیم کے اس حصے جس میں احمدیوں کو واضح طور پر آئین پاکستان نے غیر مسلم قرار دیا ہے۔ قبل ازیں عوام الناس اس مسئلے کی سنگینی سے ناواقف تھے، لیکن جب انہیں عدالت کے روبرو احمدی نمائندوں کے قول و قرار سے اصل صورت حال کا علم ہوا تو وہ بھی اپنے ایمان کی حفاظت کے سلسلے میں سنجیدہ ہو گئے۔ بالآخر مرزا ناصر سے ایک سوال ہوا کہ اگر کبھی دنیا میں کہیں تم لوگوں کی حکومت قائم ہو جائے تو تم غیر احمدی کلمہ گو مسلمانوں کو وہاں کس درجے میں رکھو گے تو اس نے جواب دیا کہ ہم

---

[32] Ibid, Article 41-47

[33] Pakistan Penal Code XLV OF 1860 ,Sec 298 , Mansoor Book House Lahore,1995 ,Page 294

انہیں اقلیت سمجھیں گے۔اس طرح انہیں کے وضع کردہ اصول کے مطابق احمدیوں اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

قادیانیوں نے بنیادی انسانی حقوق کو بنیاد بنا کر سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کی کہ انہیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچنے اس کیس کی سماعت کی۔ فریقین کے دلائل سننے کے بعد فاضل جج صاحبان کا کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جبکہ دھوکہ دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کسی کے حقوق سلب ہوتے ہیں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ کے تاریخی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار کی رو سے کوئی قادیانی خود کو نہ مسلمان کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے۔[۳۴]

قادیانیوں کو سرکاری طور غیر مسلم قرار دے دیا گیا جس سے نہ صرف ملک پاکستان بلکہ دنیا بھر کے سامنے قادیانیوں کا دجل وفریب سامنے آیا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت عقیدہ ختم نبوت کے قانون کے تحفظ کیلئے ٹھوس اقدامات کے ساتھ ساتھ سرکاری سطح پر عقیدہ ختمِ نبوت کا شعور اجاگر کرے اور عقیدہ ختم نبوت کے فروغ واشاعت اور ردِ قادیانیت کے لئے سرکاری سطح پر انتظامات کئے جائیں۔

قانونِ شہادت کا دائرہ کار اور توہینِ رسالت کا قانون

قانون سازی اور پالیسی قیادت کا کام ہے لہذا حکومت کو چاہیئے کہ ختم نبوت کے سلسلے میں پالیسی وضع کرے اور مؤثر قانون سازی کرے۔ عوام الناس کو بھی حکومتی پالیسی پر کاربند رہتے ہوئے قوانین کو اپنے ہاتھ میں نہیں لینا چاہیئے۔ صائب الرائے طبقہ بالخصوص محراب وممبر سے وابستہ افراد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام الناس میں یہ شعور بیدار کریں کہ جرم سزا کا تعین عدالتی اور حکومتی ذمہ داری ہے۔ توہینِ رسالت کے حوالے سے ملک پاکستان میں عوام الناس کا عمومی طرزِ عمل گذشتہ چند سالوں سے انتہائی تشویش ناک ہے۔ متعدد مواقع پر توہین رسالت کی آڑ میں ذاتی بغض وعداوت کے مظاہر کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔

---

۳۴ SCMR 1993 , Page 1718، مقدمہ ظہیر الدین بنام سرکار
SCMR 1993, Petition Zahīr-ud-Dīn Versus Government, Page 1718.

دستورِ پاکستان میں عقائد اسلام کے دفاع اور آبیاری کے لئے رہنما اصول موجود ہیں تاہم ان قوانین کو مزید مؤثر بنانے کی ضرورت ہے تاکہ ملک میں اس حوالے سے شکوک وشبہات جنم نہ لیں۔ توہینِ رسالت سے متعلق قانون کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ قانون شہادت کو مؤثر انداز میں لاگو کیا جائے۔ تہمت سے متعلق نہ صرف قانون شہادت کی دفعات کو مزید سخت کرنے کی ضرورت ہے بلکہ تعزیراتِ پاکستان میں مذکورہ دفعات میں ایک اور دفعہ کا اضافہ کرنے کی اشد ضرورت ہے جس میں توہینِ رسالت کے قانون کا غلط استعمال کرنے والوں کے لئے قرار واقعی سزا تجویز کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ اور ان سے منسوب اشیاء وافعال سے محبت ایمان کا تقاضا ہے اور عین دین ہے تاہم جھوٹے الزامات لگا کر چوک چوراہوں میں خود قوانین کی تنفیذ کرنے والوں کے خلاف سخت قانون سازی کی ضرورت ہے۔ قوانین کی تنفیذ سے متعلق سیرت طیبہ میں خاصا وقیع مواد موجود ہے جس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

فکری ونظری اساس کے استحکام میں ذرائع ابلاغ کا کردار

عصر حاضر کی ہمہ گیر ترقی کے اس دور میں ذرائع ابلاغ کی اہمیت و افادیت مسلمہ ہے اور موجودہ انسانی زندگی میں جو شعبے اپنے تاثرات کے اعتبار سے بہت اہم ہیں ان میں یہ شعبہ غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ عملی زندگی میں یہ حقیقت مسلم ہوتی جارہی ہے کہ ذرائع ابلاغ ریاست کا چوتھا ستون ہے۔ ذرائع ابلاغ کسی بھی معاشرے کے اجتماعی مزاج کو بناتے اور بگاڑنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ فکر و عمل کی آزادی اور اظہارِ رائے کی آزادی کا باب ذرائع ابلاغ کی آزادی کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا۔ اسلامی نظریۂ ابلاغ میں جہاں ذرائع ابلاغ کو اظہار رائے کی آزادی دی گئی ہے، وہاں اس کو بہت سی اخلاقی شرائط اور سماجی و معاشرتی قوانین کا پابند بھی بنایا گیا ہے۔ اگر اظہار رائے کی آزادی کی آڑ میں ذرائع ابلاغ کو بے لگام چھوڑ دیا جائے تو یہ ایمانیات کے ساتھ انسانوں کی اخلاقیات کو بھی پامال کردے گا۔ لہذا ذرائع ابلاغ پر اتنی قدغن ضرور عائد کی جانی چاہئے کہ وہ ایسی باتوں کی تشہیر نہ کریں جو مفادِ عامہ اور اسلامی اقدار کے منافی ہو اور جس سے دوسروں کی دل آزاری یا دیگر ادیان وملل کی تحقیر ہو۔

اسلام کے نظریہ ابلاغ میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر ایک مرکزی تصور ہے۔ امت مسلمہ کے ہر فرد پر یہ فریضہ عائد کیا گیا ہے کہ وہ برائی کی روک تھام اور نیکی کے فروغ میں اپنا کردار ادا کرے۔ درحقیقت امر بالمعروف ونہی عن المنکر مسلمانوں کا مقصد حیات ہے۔ مختلف معاملات و مسائل کے بارے میں اختلاف رائے اور بحث الگ بات ہے اور دینی اور قومی مسلمات کے بارے میں شکوک وشبہ پیدا کرنا اور ان کو اختلافی بنانا یکسر مختلف

معاملہ ہے۔ عقائد اسلام، ملک کی نظریاتی بنیاد، استحکام، بقاء اور عوام میں یکجہتی ایسے مسلمات ہیں جن کے بارے میں اختلاف رائے خارج از بحث تصور ہونے چاہیں۔

تلخیصِ مقالہ

عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کا ایک غیر متزلزل اور متفق علیہ عقیدہ ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخری رسول اور نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد اب تو نہ کوئی نیا نبی آئے گا اور نہ ہی کوئی نیا رسول آئے گا اس پر قرآن حکیم کی آیات بھی دلیل ہیں اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین بھی دلیل ہیں۔ اس عقیدہ کو مان لینے اور قبول کرلینے سے دین میں ہر قسم کے بگاڑ کا راستہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے کیونکہ جناب محمد ﷺ کے خاتم النبین ہونے کا معنی یہ ہوا کہ دین مکمل ہو چکا ہے اور قیامت تک کے لئے یہی دین ہے، جس میں کسی کمی اور بیشی کا تصور تک نہیں ملتا۔

خاتم النبین ہونے کا یہ مفہوم اپنے مطلب میں بالکل واضح ہے کہ اب اللہ کی طرف سے دین کے حوالے سے نہ کوئی نئی بات آئے گی نہ کوئی تبدیلی واقع ہو گی اور نہ ہی کوئی کمی و بیشی رونما ہو گی، دین میں بگاڑ کا دروازہ ختم نبوت کے ذریعے بند کر دیا گیا ہے۔ دین میں بگاڑ کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں، مثلاً: قرآنی آیات کا غلط معنی بتانا، حدیث کی غلط توضیح کرنا، حدیثوں میں من گھڑت احادیث داخل کرنا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ بھی گمراہ ہوئے چاہے وہ کسی بھی بنیاد پر گمراہ ہوئے انہوں نے اپنی گمراہی کو ثابت کرنے کے لئے نہ صرف قرآن حکیم میں تحریف کا راستہ اختیار کیا بلکہ احادیث مبارکہ میں بھی من پسند تاویلات کا اور تحریفات کا دروازہ کھولا۔ لیکن ان سب سے بُرا راستہ اور دین میں بگاڑ کا خطرناک ترین اقدام جھوٹی نبوت کا دعویٰ ہے۔ نبوت کے اعلان کے بعد مدعی نبوت جو دل میں آئے وہ کرلے، وہ تعلیمات و ہدایات جو پہلے سے دین میں موجود ہیں وہ اِن میں سے جسے چاہے منسوخ کر دے اور جس طرح چاہے تبدیلی کر دے۔

توہینِ رسالت سے متعلق قانون کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ قانون شہادت کو مؤثر انداز میں لاگو کیا جائے۔ حدِ قذف کے دائرہ کار میں توہینِ رسالت کو شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ تہمت سے متعلق قوانین کو مزید سخت کرنے کی ضرورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور ان سے منسوب اشیاء و افعال سے محبت ایمان کا تقاضا ہے اور عین دین ہے تاہم جھوٹے الزامات لگا کر چوک چوراہوں میں خود قوانین کی تنفیذ کرنے والوں کے خلاف سخت قانون سازی کی ضرورت ہے۔

تجاویز و سفارشات

۱. ختم نبوت سے متعلق منتشر قوانین کو یکجا کرنے کے اشد ضرورت ہے۔

۲. ختم نبوت سے متعلق قوانین کو تعزیرات پاکستان کی بجائے دستور پاکستان میں ضم کرکے مؤثر شکل دی جاہے۔

۳. توہین رسالت ﷺ سے متعلق عالمی قوانین کو تعزیرات کی بجائے بنیادی انسانی حقوق کے میں شامل کیا جائے۔

۴. باقاعدہ حکومتی پالیسی کے تحت ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام الناس میں ختم نبوت کا شعور اجاگر کیا جائے۔

۵. نصاب تعلیم کو اسلامی تشخص کے مطابق مرتب کرکے اس میں مبادیاتِ دین شامل کرنے کی ضرورت ہے۔

۶. اظہار رائے کے نام پر بانیانِ مذاہب کی توہین کو روکنے کے لئے مؤثر قانون سازی کی ضرورت ہے۔

۷. عالمی سطح ایسے قوانین وضع کرنے کی اشد ضرورت ہے کہ سلمان رشدی جیسے شخص کو کوئی ملک پناہ نہ دے۔

۸. مسلم ممالک کو ختم نبوت اور توہین رسالت سے متعلق اجتماعی پالیسی وضع کرنے کی ضرورت ہے۔

۹. ذرائع ابلاغ کے ذریعے ختم نبوت سے متعلق عدالتی فیصلہ جات کی تشہیر کرنے کی جانی چاہیئے۔

۱۰. ختم نبوت سے متعلق قانون سازی شاہراوں کی بجائے دستوری طریقے کے مطابق ہونی چاہیئے۔ الزامات لگا کر چوک چوراہوں میں خود قوانین کی تنفیذ کرنے والوں کے خلاف سخت قانون سازی کی ضرورت ہے۔

مذکورہ بالا نکات پر عمل کر کے امت مسلمہ ایک بار پھر اسلام کے حیات بخش نظام کے قیام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے متحد اور سرگرم عمل ہو سکتی ہے اور چمن میں اس کی روٹھی ہوئی بہار واپس آسکتی ہے۔

صَلَّى اللهُ عَلَى سيدنا ونبينا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License